قومی اسمبلی کے ارکان توجہ فرمائیں

منظومین ربوہ کا مراسلہ

صدر ادارۃ الفاروق۔ ربوہ

ربوہ میں کیا ہو رہا ہے؟

مظلوم اور بے بس انسانوں کی پکار

★

خلیفہ ربوہ پرائیویٹ مجلسوں میں یہ تاثر دے رہا ہے کہ موجودہ حکومت میرے زیر اثر ہے

عظیم لیڈرو! آپ سوچیں گے کہ آخر یہ کہانی کیا ہے۔ عظیم رہنماؤ! یہ ایک ایسی درد ناک اور حسرت انگیز کہانی ہے، جو آج تک نہیں کہی گئی۔ یہ اس قدر لمبی ہے کہ صفحۂ قرطاس پر ممکن نہیں۔ بہر حال وقت کی نزاکت اور آپ کے قیمتی اوقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم صرف چند ضروری باتوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرتے ہیں۔ ہمارے پیارے رہنماؤ! اس درد ناک کہانی کو اہالیانِ ربوہ کا نام عنوان سے پکارا جا سکتا ہے۔ جو مذہب کی مقدس نقاب پوشی کے اندر آج کے عوامی دور میں بھی سرمایہ دارانہ استحصال سے دوچار ہیں۔ ہمارا ایمان ہے جب تک اہالیانِ ربوہ کے استحصال نقاب کو چاک نہیں کر دیا جاتا۔ اس وقت تک ربوہ میں معاشی استحصال اپنی کسی نہ کسی ذلیل صورت میں غریب اور مظلوم عوام کو ڈستا رہے گا۔ اور ربوہ کے بے بس اور مفلوک الحال انسان اپنی بیچارگی پر آنسو بہاتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوتے چلے جائیں گے۔

عظیم رہنماؤ! ہمیں بتاؤ کہ کیا آپ اس صورتِ حال کو قبول کرنے کیلئے تیار ہیں۔ یقیناً نہیں۔ کیونکہ آپ ہمارے لیڈر ہیں۔ اور سچے لیڈر اپنے عوام کو دھوکہ نہیں دیا کرتے۔ آپ کو ہم نے اپنے کندھوں پر بٹھا کر قومی اسمبلی میں اپنی نمائندگی کرنے بھیجا ہے۔ اس لئے ہم اپیل کرتے ہیں۔ کہ خدا را ہماری حالتِ زار پر رحم کھاؤ اور ہمیں اس تختِ شہنشاہیت سے نجات دلاؤ جس نے سابقہ ۲۵ سال سے غریب اور مظلوم عوام کو اس قدر مضبوط شکنوں میں کس رکھا ہے۔ کہ ہلنے کی سکت تک باقی نہیں رہی۔ کس قدر پریشان کن حالات سے دوچار ہیں ہم کہ ہم آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ممکن نہیں۔ ہم آواز بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہی نہیں۔ ہم ترقی کرنے کے خواہشمند ہیں۔ لیکن تمام راستے مسدود پاتے ہیں۔ اس لئے آپ کو ہماری مشکلات کا حل ڈھونڈنا ہوگا۔ ربوہ میں کیا کیا ظلم ہوتے ہیں آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ممکن ہے آپ سمجھتے ہوں کہ احمدی

لوگ اپنے امام کے شیدائی ہوں گے۔ لیکن اگر ظلم کی چکی میں پسی ہوئی اس مظلوم آبادی بے جگر کو چھاڑ کر دیکھنا ممکن ہو۔ تو آپ کو ربوہ کا ہر ایک باشندہ دہشت اور خوف کا مجسمہ نظر آئے گا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی عزت نفس کی پاسداری کرتے ہوئے شہری آزادی کے لفظ کو زبان پر لے آئے تو جبت یا پائیت سے زبان کھینچ لینے، جائداد ضبط کر لینے۔ ربوہ سے نکال دینے کا حکم صادر کر کے اسکو در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ اور اللہ کی اس وسیع زمین کو اس پر اس قدر تنگ کر دیا جاتا تھا۔ کہ وہ مقدسیت کے تخت کو نہ صرف چاٹنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ بلکہ لاشعوری پر خوف اور دہشت کا اثر اس کی آئندہ نسل میں بھی ودیعت کر دیا جاتا ہے۔ آج ربوہ کا ایک ایک باشندہ تخت یا پائیت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ لیکن زبان پر حرف شکایت لانا موت کو دعوت کے مترادف ہے اس حقیقت کو ربوہ کا چنگیز خاں بھی بخوبی جانتا ہے۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ چنگیز خان ربوہ اپنی پرائیویٹ محفلوں میں یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ موجودہ حکومت میرے زیر اثر ہے۔ جس کا نتیجہ لاشعوری طور پر یہ ہوا ہے۔ کہ باشندگان ربوہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ موجودہ حکومت بھی ہمارے لئے نجات دہندہ ثابت نہیں ہو سکے گی۔

عوامی لیڈرو! بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ حقوق مانگنے والے الفتح تنظیم کے کارکنان سعادت علی نعمان افضل، غلام حیدر، ناصر عتیق اور نامعلوم کتنے ایسے مظلوم افراد ہیں، جنکی ہڈیاں امور عامہ کے پروردہ غنڈوں کے ذریعے تڑوا کر ربوہ سے باہر پھینک دیا گیا۔ اور ربوہ میں ایسے افراد بھی پائے جائیں گے۔ جن کے عزیزوں کو اپنی عزت نفس کی خاطر جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ لیکن کسی کو آج تک متعلقہ حکام سے فریاد کرنے کی ہمت نہ ہو سکی اس لئے ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ:

۱۔ کیا امور عامہ کو لوگوں کی ہڈیاں توڑنے، حبس بیجا رکھنے اور اپنے پروردہ غنڈوں کے ذریعے خوف و ہراس پھیلانے کا اختیار عوامی نمائندوں نے دیا ہے۔؟

۲۔ کیا لوگوں کو ربوہ سے نکالنے، ان کی جائیداد ضبط کرنے۔ مقاطعہ کرنے اور ان کو در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کرنے کا اختیار عوامی نمائندوں نے دیا ہے۔؟

اگر حکومت اور اسمبلی کی طرف سے کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ تو پھر بتائیے کہ ربوہ کے اس فیشن ایبل راسپوٹین کو کیا حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ لوگوں کو ربوہ سے نکلنے پر مجبور کرتے۔ ان کی جائیداد ضبط کرلے۔ اپنے غنڈوں کے ذریعہ ان کی ہڈیاں تڑوا دے۔ ان کا مقاطعہ کرنے۔ اور آدم کی اولاد کو اس حد تک شکست خوردہ کر دے کہ وہ اس کے پاؤں چاٹنے پر مجبور ہو جائے۔ عوام کے سچے خادمو! ہماری حالت پر رحم کھاؤ

اور ان ظلموں کے تدارک کیلئے قومی اسمبلی میں ہمارے حق میں آواز اٹھاکر ہماری حفاظت کریں۔

امورِ عامہ ربوہ کی گسٹاپو تنظیم | یہ ربوہ کے اندر ایک خطرناک ادارہ ہے۔ جو ہر قسم کی غنڈہ گردی اور بدمعاشی کا اڈا ہے۔ یہاں ہر اس شریف آدمی کو جو تھوڑی بہت عزتِ نفس کا اظہار کرے، بلیک لسٹ کیا جاتا ہے۔ یہ ادارہ ایک ایسی پولیس اسٹیٹ کا روپ دھار چکا ہے۔ جہاں ملک کے اندر اور باہر تمام ضروری امور کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ پولیس اسٹیشن اور پوسٹ آفس اس کے کنٹرول میں ہیں۔ ربوہ کے پولیس اسٹیشن میں کوئی کیس اس ادارہ کی اجازت کے بغیر درج نہیں کیا جاسکتا۔ ربوہ میں لوگوں کی ڈاک وتار کا سنسر ہوتا ہے۔ مختصراً یہ کہ امورِ عامہ ربوہ کے مقدس شہر کی ایک ایسی گسٹاپو تنظیم ہے جسکی شاخیں نامعلوم مقامات پر ہیں۔

مذکورہ کیفیت آبادیانِ ربوہ کی ایک عام تصویر ہے۔ اب ہم اپنے اصل مسئلہ کیطرف آتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔ کہ کچھ عرصہ قبل ہمارے چند ساتھی اساتذہ نے حصولِ حقوق کیلئے الفتح نام کی ایک تنظیم قائم کی تھی۔ لیکن جب چنگیز خانِ ربوہ کو امورِ عامہ کے جاسوسوں کے ذریعہ اس تنظیم کا علم ہوگیا۔ تو الفتح کے کارکنان کو ذلیل وخوار کر کے ربوہ سے نکال دیا گیا۔ چونکہ عوامی حکومت نے تعلیمی پالیسی کے تحت اسکولوں اور کالجوں کو قومی تحویل میں لینے کا اعلان کیا ہوا ہے۔ جس میں ایک شق یہ بھی پائی جاتی ہے کہ جو اسکول اور کالج تجارتی مقاصد نہ رکھتے ہوں گے وہ قومی تحویل سے مستثناء قرار دئیے جاسکیں گے۔ لیکن شرط یہ ہوگی کہ اساتذہ کو سرکاری اسکیل کے مطابق تنخواہ دی جائے اور آٹھویں جماعت تک فیس نہ لی جائے۔
جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے۔ کہ ربوہ میں عام طور پر اور ہم لوگ جو اساتذہ ہیں۔ خاص طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے۔ کہ ربوہ کے اسکول وکالج سرکاری تحویل کی زد میں نہیں آئیں گے۔ کیونکہ یہ تجارتی مقاصد نہیں رکھتے لیکن ہمیں یہ صورتِ حال قبول نہیں۔ کیونکہ تجارتی مقاصد نہ رکھنے کے باوجود بھی ہم غریبوں کا استحصال ایک فراڈ کی بنیاد پر جاری رہیگا۔ تعلیمی پالیسی میں یہ بات نمایاں طور پر پائی جاتی ہے۔ کہ قومی تحویل میں نہ آنے والے اداروں کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے اساتذہ کو سرکاری اسکیلوں کے مطابق تنخواہ دیں گے۔ اور آٹھویں جماعت تک کوئی فیس نہیں لیں گے۔ لیکن اس کے برعکس ربوہ میں:

۱۔ جو تنخواہیں دی جائیں گی۔ وہ سرکاری اسکیلوں سے بہت ہی کم ہوں گی۔ لیکن دستخط سرکاری اسکیل پر ہی لئے جائیں گے۔ جو ہم کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اگر شہنشاہِ ربوہ نے اس فراڈ اور بددیانتی میں کوئی سقم محسوس کیا تو وہ حکومت سے کہے گا۔ کہ ہمارے اساتذہ رضاکارانہ طور پر سرکاری اسکیلوں سے دستبردار ہونے کیلئے تیار ہیں جس پر ہم ربڑ کی مہر بننے کیلئے تیار ہوں گے۔ لیکن حقیقتاً اس کمر توڑ مہنگائی

کے زمانہ میں ہمارا رویہ اس کے برعکس ہوگا۔

۲۔ بچوں سے فیس لی جائے گی۔ لیکن نام بدل دیا جائے گا۔

۳۔ علاج و معالجہ اور رہائشی سہولیات بھی نہیں دی جائیں گی۔ لیکن ظاہراً ہم سے مثبت سبق دوہرایا جائے گا۔ جو ہم مجبوراً کریں گے۔

جس استاد یا پروفیسر کو مذکورہ شرائط قبول نہیں ہوں گی۔ اس کو امور عامہ کے سپرد کر دیا جائے ہوا اُسے ربوہ سے خارج جماعت سے خارج۔ مقاطعہ۔ جائیداد ضبط کرکے در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر دیگا۔ (جیساکہ نعمان افضل۔ ناصر عتیق۔ غلام حیدر اور سعادت علی کو اپنے حقوق کے حصول کیلئے انجمن تنظیم قائم کرنے کے الزام میں ربوہ سے خارج کر دیا گیا۔) اور اگر کوئی شخص حکام بالا کو اس ظلم کے تدارک کے سلسلہ میں APPROACH کرنے کی جرأت کرے گا۔ تو امور عامہ کے غنڈے اُسے ایسا ٹھکانے لگائیں گے۔ کہ آئندہ اسکی اولاد بھی ایسا سوچنے کی جرأت نہیں کر سکے گی۔ اسلئے ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے "الفاروق" تنظیم قائم کی ہے۔ جس کے ذریعے ہم اپنے عظیم لیڈروں سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ ہمارے حقوق کی بحالی کے لئے اسمبلی میں آواز اٹھائیں۔ تاکہ ہم بھی آزاد پاکستانیوں کی طرح زندگی بسر کر سکیں۔ لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ :

۱۔ ربوہ کے تمام اسکول و کالج قومی تحویل میں لئے جائیں۔

۲۔ امور عامہ کے محکمہ کو توڑ دیا جائے۔

۳۔ دارالقضاء کے ادارہ کو جو بے انصافی کا اڈا بن چکا ہے، توڑ دیا جائے۔

۴۔ پولیس اسٹیشن اور پوسٹ آفس کو امور عامہ کے کنٹرول سے آزاد کروایا جائے۔

۵۔ ربوہ کے سیکرٹریٹ کے ملازمین کو بھی مزدور پالیسی کے تحت تنخواہیں دلوائی جائیں۔

۶۔ ربوہ سے عوام کا اخراج اور مقاطعہ کا سلسلہ حکماً فوراً بند کروایا جائے۔

آنریبل لیڈرو اگر مذکورہ بالا اقدامات کر لئے گئے۔ تو خدا کی قسم ربوہ کا تخت شاہی دھڑام سے نیچے آگرے گا۔ اور اس طرح ربوہ میں مظلوم عوام کا استحصال ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناپید ہو جائے گا۔ اور اس طرح پاکستان کی ساری سرزمین حقیقی آزادی کے ایک ایسے سورج سے منور ہو جائے گی۔ جہاں سیاسی، معاشی اور حقیقی مذہبی آزادی کا دور دورہ ہوگا۔ (حمید بیگ صدر امارۃ الفاروق۔ ربوہ)